14۔ ایوب عباسی ــــ رشید احمد صدیقی

مشکل الفاظ کے معانی

صفحہ نمبر 126: ○ **ارزاں:** سستا ○ **ناگزیر:** ضروری ○ **نعائم فطرت:** قدرت کی نعمتیں ○ **اس درجہ:** اس قدر ○ **ناقابلِ التفات:** جو توجہ کے قابل نہ ہو ○ **گھل مل جانا:** بہت محبت ہو جانا ○ **رخصت ہونا:** چلے جانا ○ **ناقابلِ بیان:** جو بیان کے قابل نہ ہو ○ **نایاب:** نہ ملنے والا، جو میسر نہ ہو ○ **بظاہر:** ظاہری طور پر ○ **توڑ جوڑ:** سازش ○ **خوش پوشاک:** اچھا لباس پہننے والا ○ **خوش گفتار:** اچھی گفتگو کرنے والا

صفحہ نمبر 127: ○ **رنگین و رعنا:** شوخ اور خوبصورت ○ **سیاہ فام:** کالے رنگ والا ○ **نحیف الجثہ:** کمزور جسم والا ○ **پست قد:** چھوٹے قد والا ○ **چیچک رو:** جس کے چہرے پر چیچک کے نشان ہوں ○ **بدہیئتی:** بدصورتی ○ **دل آویز:** دل کو اچھا لگنے والا ○ **برت لے:** میل ملاقات کر لے ○ **دخیل تھے:** داخل تھے ○ **بے دست و پا:** بے سہارا ○ **الم:** دُکھ ○ **پیکرِ حقیر:** کمزور آدمی ○ **دلسوزی:** ہمدردی ○ **خود سپاری:** خود کو دوسروں کے لیے وقف کر دینا ○ **بے کراں:** جس کی کوئی حد نہ ہو ○ **بیش قیمت:** بہت قیمتی ○ **ودیعت:** عطا ○ **جان چھڑکنا:** بہت زیادہ محبت کرنا ○ **خاطر میں نہیں لاتے:** پروا نہیں کرتے، اہمیت نہیں دیتے ○ **جملے سر کرنا:** جملے بازی کرنا ○ **مسرت:** خوشی ○ **رنج:** دُکھ ○ **تسکین:** سکون، ○ **تقویت:** طاقت ○ **سراپا:** سر سے پاؤں تک، ○ **تک رہے ہیں:** دیکھ رہے ہیں ○ **احتمال:** خدشہ، اندیشہ ○ **بھانپ کر:** اندازہ لگا کر ○ **سدباب:** تدارک، خاتمہ ○ **کانوں کان خبر نہ ہو:** بالکل پتا نہ چلے

صفحہ نمبر 128: ○ **بہ ذاتِ خود:** اپنے طور پر ○ **عہدہ برآ ہونا:** ذمہ داری پوری کرنا ○ **خاطر خواہ:** حسبِ توقع، اُمید کے مطابق ○ **بگڑتے تھے:** ناراض ہوتے تھے ○ **سخت سست کہنا:** برا بھلا کہنا ○ **ملگجی:** مٹی کے رنگ کی ○ **مشغول و منہمک:** متوجہ اور مصروف ○ **بالخصوص:** خاص طور پر ○ **اعزہ:** عزیز کی جمع، رشتے دار، ○ **بلاخوف تردید:** تردید کے ڈر کے بغیر ○ **مشغولیتیں:** مصروفیات، ○ **تعجب:** حیرانی ○ **حواس بجا ہونا:** حواس اپنی جگہ ہونا، حواس درست ہونا ○ **کلمات:** باتیں

صفحہ نمبر 129: ○ **سیرت:** کردار، زندگی گزارنے کا انداز ○ **نادر:** منفرد، نایاب ○ **پرافتخار:** فخر سے بھرپور ○ **عزت آمیز محبت:** ایسی محبت جس میں عزت بھی شامل ہو ○ **تسکین:** سکون ○ **اطمینان بخش:** تسلی بخش ○ **استعداد:** صلاحیت ○ **صلہ:** بدلہ ○ **معاوضہ:** اُجرت ○ **یکساں:** ایک جیسا ○ **تن دہی:** محنت ○ **بیرا:** ہوٹل کا خدمت گار ○ **بھنگی:** جھاڑو دینے والا ○ **بہشتی:** ماشکی ○ **براہِ راست:** سیدھے راستے سے، کسی وسیلے کے بغیر ○ **سابقہ پڑنا:** واسطہ پڑنا ○ **اسٹرائیک:** ہڑتال ○ **طرزِ عمل:** رویہ ○ **صلیبِ احمر:** ریڈ کراس ایک عالمی تنظیم، جو جنگ اور ناگہانی آفات میں خدمات انجام دیتی ہے، ہلالِ احمر ○ **حتی المقدور:** جہاں تک طاقت ہو، جتنا ممکن

ہو سکے ○ قضیہ : معاملہ، جھگڑا ○ تذکرہ : ذکر ○ مداوا : علاج

صفحہ نمبر 130 : ○ **کشادہ دلی** : دل کی وسعت، دل بڑا ہونا ○ **درپے رہتے** : تیار رہتے ○ **غم غلط کرنا** : دُکھ دُور کرنا ○ **جی بہل جائے** : طبیعت خوش ہو جائے ○ **یک بیک** : ایک دم، اچانک ○ **آبدیدہ ہو گئے** : رونے لگے ○ **تامّل** : سوچ بچار ○ **دنایت** : نالائقی، کمینہ پن ○ **شقاوت** : بدبختی، بے رحمی ○ **بددل نہ ہوں** : دل بُرا نہ کریں ○ **نیک نام** : اچھی شہرت والا، معزز ○ **فیاضی** : سخاوت، ○ **اغیار** : غیر کی جمع، پرائے ○ **مسرور** : خوش ○ **بافراغت** : خوش حال ○ **انگاروں پر لوٹنا** : شدید تکلیف محسوس کرنا ○ **نکما پن** : نالائقی ○ **حربہ** : تدبیر، ہتھیار ○ **غاصب** : غصب کرنے والا، ناجائز قابض ○ **قبضہ مخالفانہ** : وہ قبضہ جو مخالفت کی وجہ سے کیا گیا ہو ○ **بہ صورتِ دیگر** : دوسری صورت میں ○ **ناکارہ** : نکما، ○ **ناموری** : شہرت، ○ **اذیت** : تکلیف ○ **جائے قیام** : ٹھہرنے کی جگہ ○ **شکرگزاری** : شکریہ ادا کرنا ○ **عالم** : کیفیت، حالت ○ **طاری ہونا** : ظاہر ہونا، چھا جانا ○ **ملنساہٹ** : شرافت

صفحہ نمبر 131 : ○ **بہ زعم خود** : اپنے خیال میں ○ **معقول** : عقلمند ○ **متعارف کرایا** : جان پہچان کرائی ○ **دُور از کار** : بے کار ○ **برخود غلط** : اپنے متعلق غلط رائے رکھنے والا ○ **دال ہیں** : دلیل ہیں ○ **بھدی** : بری ○ **تحت شعور** : شعور سے نیچے کی سطح ○ **ہرج** : نقصان ○ **تعجب** : حیرت ○ **تُک** : جواز، اپنی طرف سے بنائی ہوئی بات ○ **بے تکلف دوست** : انتہائی قریبی دوست ○ **ردوقدح** : بحث تکرار ○ **نوعیت** : قسم ○ **دریافت کرنا** : پوچھنا ○ **اوڑھا ڈھکا کر** : حفاظت کے ساتھ ○ **جتن** : کوشش ○ **تشویش** : خطرہ، ڈر ○ **مرض الموت** : موت کی بیماری، وہ بیماری جو جان لے کر جائے

صفحہ نمبر 132 : ○ **نزع** : جان نکلنے کی کیفیت ○ **عمائدین** : معززین، اہم لوگ ○ **ہجوم** : بھیڑ ○ **خانساماں** : روٹی پکانے والا، ○ **خوانچے والے** : چھابڑی لگانے والے ○ **بہتوں کے** : بہت سوں کے ○ **سپرد خاک کیا گیا** : مٹی کے حوالے کیا گیا، دفن کیا گیا ○ **گریہ** : رونا ○ **گلوگیر ہونا** : رونے سے گلا بند ہو جانا ○ **غم نصیب** : جس کی قسمت میں غم لکھے ہوں ○ **دردناک** : درد والی ○ **صدا** : آواز ○ **واجب الادا** : جو ادا کرنا ضروری ہو

سبق کا خلاصہ

ایوب عباسی قدرتی نعمتوں مثلاً ہوا، پانی اور روشنی کی طرح تھے جن کی اہمیت کا ہمیں احساس نہیں ہوتا لیکن ان میں سے کوئی میسر نہ آئے تو زندگی دشوار ہو جاتی ہے۔ وہ اتنے اچھے تھے کہ ان کی خوبیاں بیان کرنے کے لیے موزوں الفاظ کا انتخاب بھی ایک مسئلہ ہے۔ وہ زندہ تھے تو اتنے غیر محسوس طریقے سے دوستوں کے کام آتے تھے کہ احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔ رخصت ہوئے تو ان کے نایاب اور اہم ترین ہونے کا احساس ہوا۔ وہ دولت مند، ذہین، خوش لباس، خوش گفتار یا شوخ اور حسین شخص نہ تھے بلکہ معمولی آدمیوں سے بھی زیادہ معمولی تھے۔ رنگ کالا، قد چھوٹا، جسم کمزور اور چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ اس بدہئیتی کے باوجود ان کی

خوبیوں نے انہیں دلاویز بنادیا تھا ان کی موت پر ہم سب کو یکساں رنج و غم ہے۔ ان کی شخصیت میں دردمندی کا قیمتی خزانہ تھا۔

مجھ پر میرے خاندان اور دوستوں پر جان چھڑکتے تھے۔ ہر خوشی اور غم کے موقع پر موجود رہتے۔ خوشی کا موقع ہوتا تو جملے بازی کرتے۔ غم کا موقع ہوتا تو بالکل خاموش ہو جاتے۔ تعزیت کا ایک لفظ تک زبان سے ادا نہ کرتے تھے۔ میرے مزاج آشنا تھے جن باتوں سے مجھے تکلیف یا دل آزاری کا احتمال ہوتا ان کا سد باب مجھے بتائے بغیر کر دیا کرتے تھے۔

ہم دوست چاہتے تھے کہ ہاتھ پیر ہلانے نہ پڑیں اور ایوب سب کام کر دیں۔ اپنی غلطی سے کسی ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا تو ہم ایوب پر برستے تھے۔ بمشکل پانچ فٹ قد کے ایوب معمولی ملگجی شیروانی پہنتے۔ ٹوٹا پھوٹا جوتا اور گلے میں میلا سا مفلر لپٹا ہوتا تھا۔ ان کا گھر سال بھر تھرڈ کلاس کا مسافر خانہ بنا رہتا تھا۔ عزیزوں اور دوستوں کے جتنے لڑکوں کو ایوب نے اپنے گھر میں رکھ کر، اپنے خرچ سے علی گڑھ میں تعلیم دلوائی اتنا کسی اور شخص سے ہوا ہے نہ آئندہ ہو سکے گا۔ گھر میں طالب علموں کا ہجوم ہوتا اور وہ سب کے کھانے پینے اور ضرورتوں کا خیال رکھتے۔ آفس کا کام اور دوستوں کا کام انہیں ہر دم مصروف رکھتا ہم حیران ہوا کرتے تھے کہ وہ کیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ کوئی دوست بیمار ہوتا تو پیر رات دن تیمارداری کے لیے موجود رہتے۔ پاؤں دبانے سے سر میں تیل ڈالنے تک، ہر طرح کی خدمت کرتے، مریض اپنے چڑچڑے پن کی وجہ سے تخت سست بھی کہتا تو شکوہ نہ کرتے۔ صحت یاب ہونے کے بعد بھی لوگ شکریہ ادا کرنے کے بجائے ان کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ ہر چھوٹا بڑا ان سے عزت آمیز محبت کرنے میں لطف محسوس کرتا تھا۔ ایوب سے محبت یا ان کی عزت نہ کرنے سے یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہم میں شریفانہ جذبات اور احساس ذمہ داری نہیں۔ رہے ایوب تو انہوں نے عمر بھر کبھی نہیں سوچا کہ ان کی خدمات کا کوئی صلہ بھی مل رہا ہے یا نہیں۔

پر دوست کے دفتر میں اہم عہدے پر ہونے کے باعث ان کا سابقہ ہر طبقہ کے لوگوں سے پڑتا تھا۔ وہ طلبا کے خاندانی حالات سے آگاہ رہتے تھے اور طلبا انہیں اپنا بزرگ اور خیر خواہ سمجھتے تھے۔ یونیورسٹی میں سٹرائیک ہوتی تو طلبا کسی کی نہ سنتے تھے لیکن ایوب کا احترام برقرار رہتا تھا۔ ایوب یونیورسٹی کے معاملات اور تنازعات سے خود الگ رہتے اور اپنے دوستوں کو الگ رکھنا چاہتے تھے۔ کبھی کبھار اپنے خاندانی معاملات کا تذکرہ چھیڑتے۔ رشتے دار ان کی شرافت اور کشادہ دلی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تھے جس کا انہیں غم تھا۔ ایک روز اپنے عزیزوں کے برے رویے کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ میں نے کہا بددل نہ ہوں آج کل لوگ غیروں کو خوش حال دیکھ کر فخر کرتے ہیں لیکن اپنوں کو کھاتا پیتا دیکھ کر حسد کرنے لگتے ہیں۔ نکمے پن کو اپنی خوبی اور کھاتے پیتے عزیز کو غاصب سمجھتے ہیں جس نے ان کے حصے کی نعمتوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اس نے خوشحالی اور ناموری پانے کے لیے کتنی محنت کی ہے۔

ایوب اپنے بزرگوں اور دوستوں کو میرے ہاں لاتے۔ پھر اصرار کرتے کہ میں ان لوگوں کے گھر بھی جاؤں۔ ان کی خوشی غمی سے مطلع کرتے اور میں ان میں سے کسی کے ہاں ہو آتا تو میرے شکر گزار ہوتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے پسندیدہ لوگوں کو میں بھی پسند کروں۔ ان کا خیال تھا کہ جس کو مجھ سے ملایا اس پر احسان کیا کہ اسے ایک معقول آدمی سے متعارف کیا۔ ایک روز اصرار کرنے لگے کہ رشید صاحب پتلون پہنا کیجیے۔ میں نے انکار کیا مگر ان کا اصرار جاری رہا۔ میرے ایک دوست نے مداخلت کرتے ہوئے واضح کیا کہ رشید نے خود پتلون سلوائی ہے۔ پہننا چاہتا ہے آپ سے ڈرتا ہے اس لیے کہہ رہا ہے کہ آپ پتلون پہنا کیجیے۔

موسم سرما میں ایک روز احباب ڈاکٹر عبادالرحمن کے ہاں جمع تھے۔ ایوب نے شدید سردی لگنے کی شکایت کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے اپنا گرم کوٹ اوڑھایا اور چائے پلائی۔ ایوب نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی تو ہم انھیں چھوڑ آئے۔ بخار نے زور پکڑا اور دو تین ہفتے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ عالم نزع میں تھے تو مکان کے باہر طلبا، یونیورسٹی کے عمائدین بھنگی، بہشتی، چپڑاسی سمیت نچلے طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ اور ان کے بیوی بچے مایوس کھڑے تھے۔ میں نے پچیس برس میں کسی مرنے والے کے مکان پر ایسا مجمع نہیں دیکھا۔ ایوب کی تدفین کے بعد مولانا ابوبکر نے فرمایا کہ کسی کو ایوب سے کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دے۔ بہت سے لوگ رونے لگے۔ وہاں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس پر ایوب کی خدمات کا قرض نہ ہو۔

مشقی سوالات

1۔ سبق کے متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب دیجیے:

الف: ایوب عباسی کے سب کے ساتھ گھل مل جانے کا راز کیا تھا؟

جواب: ایوب میں بظاہر کوئی بات غیر معمولی نہ تھی۔ وہ دولت مند یا ذہین نہ تھے۔ خوش شکل، خوش پوشاک یا خوش گفتار بھی نہیں تھے لیکن وہ ہر چھوٹے بڑے کی خدمت اس خلوص اور محبت سے کرتے تھے کہ ہر کوئی انھیں اپنا سمجھتا تھا۔

ب: ایوب عباسی کی خدمت شعاری کا انداز کیا تھا؟

جواب: ایوب عباسی کسی صلے کی توقع رکھے بغیر اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، دوستوں اور علی گڑھ کے طلبا کی خدمت کرتے۔ ہر کسی کی خوشی غمی میں شریک ہوتے۔ بیمار دوستوں کی تیمارداری کرتے۔ اپنی ان خدمات کے معاوضے کا احساس ان کے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوا تھا۔

ج: آپ کے خیال میں ایوب عباسی کی سیرت کا سب سے منفرد پہلو کیا تھا؟

جواب: انسان فطری طور پر اپنی نیکیوں، خدمت گزاری یا احسانات کے صلے اور انعام کی توقع رکھتا ہے اور یہ کوئی غلط توقع بھی نہیں ہوتی۔ ایوب عباسی ہر چھوٹے بڑے کی خدمت کرتے تھے لیکن کبھی کسی صلے یا انعام کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ یہی ان کی سیرت کا منفرد ترین پہلو تھا۔

د: یونیورسٹی کے ملازمین کے ساتھ ایوب عباسی کا سلوک کیسا تھا؟

جواب: ایوب پرووسٹ کے دفتر میں اہم ترین عہدے پر فائز تھے اور ان کا سابقہ اساتذہ، بیرا، باورچی، نائی، چپڑاسی، بھنگی، بہشتی سب ہی سے پڑتا تھا۔ وہ سب کا خیال رکھتے تھے اور ان سے بھی خوش تھے۔ ایوب یونیورسٹی کے متنازعہ معاملات سے خود کو ہمیشہ الگ رکھتے تھے۔

ہ: ایوب عباسی کے انتقال پر لوگوں کے جذبات کا کیا عالم تھا؟

جواب: ایوب کا آخری وقت آیا تو ان کے مکان کے باہر یونیورسٹی کے طلبا اور عمائدین کے علاوہ بھنگی، بہشتی، چپڑاسی، نائی، دھوبی، بیرے، باورچی، خانساماں اور خوانچے والے بھی موجود تھے۔ یہ سب غم کی تصویر بنے، سر جھکائے کھڑے تھے۔ مصنف لکھتے ہیں کہ انھوں نے ایسا مجمع پچیس سال میں کسی مرنے والے کے دروازے پر نہیں دیکھا تھا۔

2: مندرجہ ذیل میں سے درست لفظ منتخب کر کے خالی جگہ پُر کیجیے:

واجب الادا۔ دخیل۔ صلیب احمر۔ نعائم فطرت۔ دل سوزی و خود سپاری۔ بے دریغ بخشی۔ لطف وتن دہی

الف: وہ موجود تھے تو ان کی مثال نعائم فطرت کی تھی۔

ب: مَیں نہیں بتا سکتا کہ ہم سب کی زندگیوں میں ایوب کس قدر دخیل تھے۔

ج: خدا ہی بہتر جانتا ہے اس پیکرِ حقیر میں دل سوزی و خود سپاری کا کیسا بے کراں و بیش قیمت خزانہ ودیعت تھا۔

د: چھوٹے بڑے کی خدمت یکساں لطف وتن دہی سے کرتے تھے۔

ہ: ان کا طرزِ عمل لوگوں سے وہی ہوتا جو میدانِ جنگ میں صلیبِ احمر کا ہوتا ہے۔

و: ''کیا یہاں کوئی ایسا بھی موجود ہے جس پر ایوب کی خدمات کا صلہ واجب الادا نہ ہو۔''

3: مندرجہ ذیل محاورات کو جو اِس سبق میں آئے ہیں۔ اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کا مفہوم واضح ہو جائے۔

جواب: ○ جملے سُر کرنا: ہر ایک پر جملے سُر کرنا امجد کی تو عادت ہی بن گئی ہے۔

○ کانوں کان خبر نہ ہونا: امجد کے یورپ جانے کی محلے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

○ عہدہ برآ ہونا: ہمارے پروفیسر صاحب اپنی ذمہ داریوں سے بڑی خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

○ دم گھٹنا: اس شدید حبس میں میرا تو دم گھٹ رہا ہے۔

○ جادو کا کام کرنا: ایوب مرحوم کی باتیں لوگوں پر جادو کا کام کرتی تھیں۔

○ جی ہلکا ہونا: صفحۂ قرطاس پر اپنی رُودادِ غم لکھ کر اس کا جی ہلکا ہو گیا۔

○ انگاروں پر لوٹنا: دوست کی بے وفائی پر اس نے تمام رات انگاروں پر لوٹتے ہوئے گزاری۔

○ بے دست و پا: قاسم رضا دوستوں کے روٹھ جانے سے خود کو بے دست و پا محسوس کرتا ہے۔

○ جان چھڑکنا: ہماری افواج مادرِ وطن پر جان چھڑکتی ہیں۔

○ خاطر میں نہ لانا: قاسم اتنا خود غرض ہے کہ اپنے مفادات کے سامنے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

4: اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کا خاکہ تحریر کیجیے۔

جواب: طالب علم خود کوشش کریں۔

5: سیاق و سباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کیجیے۔

الف: ''ہم سب کی زندگیوں میں مرحوم کے گھل مل جانے کا راز یہ تھا کہ اُن میں بظاہر کوئی بات غیر معمولی نہ تھی۔ وہ غیر معمولی قابلیت کے آدمی نہ تھے، دولت مند نہ تھے، کچھ بہت ذہین بھی نہ تھے۔ نہ انھیں توڑ جوڑ آتا تھا، نہ خوش پوشاک، نہ خوش گفتار، نہ خوش باش، نہ رنگین و رعنا۔ وہ معمولی آدمیوں سے بھی زیادہ معمولی تھے، پھر بھی وہ ایسے تھے کہ اب ہم میں ویسا کوئی اور نہ اب ڈھونڈے سے بھی کوئی ایسا ملے۔'' (سرمایۂ اُردو 12، صفحہ 127,126)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: رشید احمد صدیقی نے ایوب عباسی کی شخصیت کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ دردِ دل، انسانیت سے محبت اور اس کی خدمت وہ عظیم جذبات ہیں جو عام سی شخصیت کو بھی خاص بنا دیتے ہیں۔ ایوب چہرے مہرے، قد کاٹھ اور ظاہری شخصیت کے اعتبار سے معمولی آدمی تھے لیکن زندگی بھر ہر خاص و عام سے ایسا محبت بھرا سلوک کرتے رہے کہ ان کی موت نے سب کو سوگوار کر دیا۔ ایوب علی گڑھ کے طلبا، اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب سب کے لیے ایک نعمت خداوندی تھے۔ وہ دوسروں کے کام آ کر خوش ہوتے تھے۔ رشید احمد صدیقی سے انھیں بہت محبت اور عقیدت تھی۔ خاکے میں رشید صدیقی نے ان کی دردمندی اور انسانیت کو قابلِ قدر قرار دیتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

تشریح: خلقِ خدا کے دلوں میں جگہ بنانے اور معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرنے کے لیے حسن، ذہانت، دولت، عہدہ و منصب اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ان سے محروم شخص عزت اور محبوبیت سے بھی محروم ہی رہے۔ دردِ دل، انسانیت سے محبت، خوش اخلاقی، صلہ رحمی، دوست داری اور جذبہ خدمت موجود ہو تو معمولی آدمی بھی لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ ایوب عباسی ایسے ہی معمولی آدمی تھے جن میں یہ غیر معمولی صفات موجود تھیں۔ وہ دولت مند یا ذہین نہ تھے۔ سیاست اور جوڑ توڑ سے ناواقف تھے۔ خوش لباس اور خوش کلام بھی نہ تھے۔ ان کی شخصیت میں کوئی ایسی بات نہ تھی جس میں دوسرے لوگ کشش محسوس کریں اس کے باوجود وہ اپنے دوست احباب کی زندگی کا جزوِ لاینفک تھے۔ ان جیسا دردمند، خدمت گزار، مخلص اور بے غرض دوست ڈھونڈنا ممکن نہیں۔ ان کی وفات ان کے دوستوں کا ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔

ب: ''ایوب صاحب کا گھر بارہ مہینے تھرڈ کلاس کا مسافر خانہ بنا رہتا تھا، ہر طرح کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ بالخصوص اعزّہ اور دوستوں کے لڑکے، مجھے یقین ہے اور میں بلا خوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ ایوب صاحب کے گھر میں قیام کر کے اُن کے خرچ سے، ان کی توجہ و محنت سے، ان کے بَل پر اعزّہ اور احباب کے جتنے لڑکوں نے علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی ہوگی، اتنا اب تک کسی اور شخص سے نہ اب تک ہوا اور نہ شاید آئندہ ہو''

(سرمایۂ اُردو 12، صفحہ نمبر 128)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: رشید احمد صدیقی نے ایک ایسے شخص کا خاکہ لکھا ہے جو ظاہری شکل و صورت، علم و فضل یا معاشرے میں اپنے مقام کے حوالے سے انتہائی معمولی ہے۔ اس کی شخصیت میں کشش کا کوئی پہلو نہیں لیکن اس کے دردمند دِل نے اسے پورے ماحول میں مقبولیت عطا کر رکھی ہے۔ ایوب عباسی نے اپنی بے لوث خدمت گزاری کی عادت کے باعث علی گڑھ میں ہر دلعزیزی حاصل کی۔ وہ دوسروں کے دُکھ کو اپنا دُکھ سمجھتے تھے۔ مشکل میں لوگوں کے کام آنا ان کا خاص وصف تھا۔ ان کے انتقال پر علی گڑھ میں ان کے مکان کے باہر جمع ہونے والے ہجوم میں یونیورسٹی کے عمائدین کے ساتھ بھنگی، بہشتی اور نائی بھی شامل تھے جس سے ان کی ہر دلعزیزی کا پتا چلتا ہے۔ ان کی تدفین پر ہر شخص سوگوار تھا اور بہت سے لوگوں کی آنکھیں نم تھیں۔

تشریح: ایوب عباسی انسانیت کی بے لوث خدمت پر یقین رکھتے تھے اور کسی صلے یا ستائش کی تمنا رکھے بغیر لوگوں کے کام آتے تھے۔ اپنے مختلف کاموں کے سلسلے میں علی گڑھ آنے والے لوگ ہوں یا یونیورسٹی کے طلبا، ایوب کے گھر کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ ان کے گھر میں مختلف علاقوں اور مختلف مزاجوں کے لوگ ٹھہرا کرتے تھے اسی لیے رشید صدیقی نے لکھا ہے کہ ان کا گھر بارہ مہینے تھرڈ کلاس کا مسافر خانہ بنا رہتا تھا۔ عزیزوں اور دوستوں کے لڑکوں کی یونیورسٹی میں تعلیم کو وہ اپنا ذاتی مسئلہ سمجھتے تھے۔ حد یہ ہے کہ وہ ان کی تعلیم کے اخراجات تک ادا کر دیا کرتے تھے۔ کسی کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے جگہ دینا ہی ایثار کی عمدہ مثال ہے اور اگر میزبان مہمان کے ذاتی اخراجات بھی برداشت کرنے لگے تو تسلیم کرنا ہوگا کہ ایسا میزبان اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔ ایوب کی مہمان نوازی اور ایثار کی صفات کے پیشِ نظر رشید صدیقی کہتے ہیں کہ علی گڑھ میں کسی اور شخص کے بل پر اس کے رشتے داروں اور عزیزوں کے اتنے لڑکوں نے تعلیم نہ پائی ہوگی جتنے لڑکوں نے ایوب کی سرپرستی کے باعث تعلیم پائی۔ خدمتِ خلق کے اس خاص شعبہ میں ایک معمولی شخص ایوب نے علی گڑھ کے بڑے بڑے عہدیداروں اور علمی شخصیات کو بھی پیچھے چھوڑ دیا جو یقیناً ایوب کی عظمت کی دلیل ہے۔

ج: ''دوستوں میں سے کوئی بیمار پڑا اور یہ آ موجود ہوئے، رات دِن کا مسلسل قیام پاؤں دبا رہے ہیں، سر میں تیل ڈال رہے ہیں، دوا لا رہے ہیں، کھانا تیار کر رہے ہیں۔ بیماری میں آدمی چڑچڑا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی ہر

قسم کی زیادتیاں بھی سہہ رہے ہیں۔ بیمار اچھا ہوا تو شکریے میں بھی سخت سست ہی کلمات کہے۔''
(سرمایۂ اردو 12، صفحہ نمبر 128)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی
مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: ایوب عباسی شکل و صورت کے اعتبار سے معمولی لیکن سیرت و کردار کے لحاظ سے قطعی غیر معمولی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے پاس مال و دولت نہیں بلکہ ہمدردی اور خدمتِ خلق کا قیمتی جذبہ تھا۔ وہ اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ ان کی عظمت یہ تھی کہ بھلائی کے بدلے میں کچھ بھی نہیں چاہتے تھے۔ دوست ان کی خدمات کے صلے میں انھیں سخت سست کہتے لیکن وہ کبھی شکوہ نہ کرتے تھے۔ ان کی انھی صفات نے انھیں علی گڑھ میں ہر چھوٹے بڑے کی نظر میں پسندیدہ بنا دیا تھا۔ انھوں نے وفات پائی تو ہر شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے لوگ مکان کے باہر جمع تھے۔ یہ ایک بے لوث اور دردمند شخصیت کو علی گڑھ والوں کا خراجِ عقیدت تھا۔

تشریح: ایوب عباسی پر خاکے کی ابتدا میں رشید احمد صدیقی نے لکھا ہے کہ وہ ہوا، پانی اور روشنی کی طرح فطرت کی نعمتوں میں سے ایک نعمت محسوس ہوتے تھے۔ مشاہدے کی بات ہے کہ ہم سب نعائم فطرت سے فیض یاب ہوتے ہیں لیکن کسی نے کبھی ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ ہوا، پانی اور روشنی کی اہمیت ہم اس لیے نہیں جان پاتے کہ یہ نعمتیں ہمیں مفت میں میسر آتی ہیں اور ہمارا لاشعور ان کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے۔ ایوب عباسی کے دوست ایوب کی شخصیت کے حوالے سے بالکل یہی رویہ اپنائے ہوئے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایوب سے خدمت لینا ان کا حق ہے۔ اسی لیے ایوب کا شکریہ تک ادا نہیں کرتے تھے۔ کوئی دوست بیمار پڑتا تو ایوب رات دن اس کے پاس موجود رہتے۔ اپنے آرام کی قربانی دے کر تیمارداری کرتے۔ بیمار کے سر میں تیل ڈالتے۔ پاؤں دباتے، کھانے اور دوا کا خیال رکھتے، مریض عموماً چڑچڑا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ وقت گزارنا آسان نہیں ہوتا۔ ایوب بیمار دوستوں کی ناگوار باتیں بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے تھے۔ ان کی محنت بارآور ہوتی اور بیمار دوست صحت یاب ہو جاتے تو بھی شکریہ ادا کرنے کے بجائے ایوب کو سخت سست ہی کہا کرتے تھے۔ دوست سمجھتے تھے کہ نعائم فطرت کی طرح ایوب پر بھی ان کا پورا حق ہے اور ایوب ان کی خدمت کرتے ہیں تو اس میں ایوب کی کوئی خوبی نہیں بلکہ وہ اپنی فطرت اور ہمدرد طبیعت کے باعث اس نیکی پر مجبور ہیں۔

و: ''ایوب صاحب کی سیرت و شخصیت کا عجیب اور نادر پہلو یہ تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی ہو یا چھوٹے سے چھوٹا، ان سے عزت آمیز محبت کرتا تھا۔ ترس کھا کر یا مجبور ہو کر نہیں بلکہ ان سے محبت کرنے میں اسے لطف آتا تھا۔ ایوب سے محبت کر کے جیسے دل کو تسکین ہو جاتی تھی، ایک طرح کی پُرافتخار اور اطمینان بخش تسکین، جیسے یہ احساس کہ ہم میں بھلائی کرنے یا بلند ہونے کا جذبہ یا استعداد ہے۔ ایوب سے محبت نہ کیجیے یا اُن کی عزت نہ

کیجیے تو یہ محسوس ہوتا کہ ہم میں شریفانہ جذبات یا احساسِ ذمے داری کی کمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مدِ نظر رکھیے کہ ایوب صاحب کے دِل میں یہ بات کبھی گزری ہی نہیں کہ ان کی خدمات کا صلہ مل رہا ہے یا نہیں۔ معاوضے کا احساس شاید ان میں پیدا ہی نہیں کیا گیا تھا۔ بڑے چھوٹے کی خدمت یکساں لطف و تن دہی سے کرتے تھے۔" (سرمایۂ اردو 12، صفحہ نمبر 129)

حوالہ متن: سبق کا عنوان : ایوب عباسی

مصنف کا نام : رشید احمد صدیقی

سیاق و سباق: ایوب عباسی کی شخصیت میں ہمدردی اور خدمت گزاری کے اوصاف اتنے نمایاں تھے کہ معمولی شکل وصورت کے باوجود وہ علی گڑھ میں ہر دلعزیز تھے۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کے دُکھ درد میں شریک ہوتے۔ بیمار دوستوں کی تیمارداری کرتے۔ رشتہ داروں اور دوستوں کے طالب علم بیٹوں کو اپنے گھر میں ٹھہراتے اور تعلیمی اخراجات تک برداشت کرتے تھے۔ وہ اپنی ان خدمات کے بدلے میں کسی معاوضے یا صلے کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ ان کے احباب ان کی خدمات کا شکریہ تک ادا نہ کرتے تھے لیکن ایوب بد دِل نہ ہوتے تھے۔ ان کی بے لوث خدمات کے باعث علی گڑھ کے لوگ ان سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے جس کا مظاہرہ ان کی وفات اور تدفین کے وقت ہوا۔ رشید احمد صدیقی لکھتے ہیں کہ علی گڑھ والوں نے ایوب کی وفات پر جس عقیدت اور محبت کا اظہار کیا وہ کسی اور مرنے والے کے حصے میں نہیں آئی۔

تشریح: فطرت انسانی کا تقاضا ہے کہ اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا سمجھا جائے اور اس کے مخالف رویہ اپنانے والے انسان کا ضمیر کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اچھائی کے اعتراف کی اسی انسانی فطرت نے ایوب کو معاشرے میں باعزت مقام دِلایا تھا۔ ایوب عباسی کی نیکیاں، ہمدرد طبیعت اور جذبہ خدمت گزاری کے پیش نظر سب بڑے چھوٹے نہ صرف ان سے محبت کرتے بلکہ ان کی عزت بھی کرتے تھے۔ یہ عزت کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں تھی نہ ہی لوگ ایوب پر ترس کھا کر ان سے محبت کرتے تھے بلکہ حقیقت یہ تھی کہ ان کا ضمیر انھیں ایوب سے محبت اور ان کی عزت کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ ضمیر سے یہ صدا آتی تھی کہ ایسے بھلے اور نیک آدمی سے ضرور محبت کرنی چاہیے۔ رشید صدیقی لکھتے ہیں کہ ان سے محبت کرنے میں لطف آتا تھا۔ دل کو اطمینان اور سکون ملتا تھا۔ ایوب عباسی سے محبت نہ کرنے یا ان کی عزت نہ کرنے کا مطلب گویا یہ تھا کہ ہم میں شرافت یا احساسِ ذمہ داری نہیں کیونکہ شرافت موجود ہو تو انسان شرافت کی قدر ضرور کرتا ہے اور احساسِ ذمہ داری ہو تو کسی کی خدمت گزاری کی تعریف کیے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا۔ ایوب عباسی کے حوالے سے یہ بات خصوصی اہمیت رکھتی ہے کہ ان کے دِل میں کبھی یہ خواہش پیدا نہیں ہوئی تھی کہ انھیں ان کی خدمات کا صلہ مل رہا ہے یا نہیں۔ یہ بے غرضی ہی ان کی عظمت کی بنیاد تھی۔ وہ ہر چھوٹے بڑے کی خدمت گزاری میں یکساں لطف محسوس کرتے تھے اور کسی سے کوئی صلہ نہیں چاہتے تھے۔

6: اس سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔
جواب: دیکھیے سبق کا خلاصہ۔

مزید معروضی سوالات

س: مصنف نے ایوب عباسی کی شکل وصورت کے متعلق کیا لکھا ہے؟
ج: مصنف نے لکھا ہے کہ ایوب عباسی سیاہ فام' چیچک رو' پست قد اور نحیف الجثہ تھے۔ ان کا قد بمشکل پانچ فٹ اور شکل صورت ایسی تھی کہ کوئی دیکھے تو منہ پھیر لے۔
س: ایوب عباسی کے مصنف کے ساتھ کیسے تعلقات تھے؟
ج: ایوب عباسی مصنف' ان کے بچوں' دوستوں اور خاندان پر جان چھڑکتے تھے۔ وہ مصنف کے ہاں ہر خوشی اور غم کے موقع پر سب سے پہلے موجود ہوتے تھے۔
س: غم کے موقع پر ایوب عباسی کا ردِعمل کیا ہوتا تھا؟
ج: غم کے موقع پر وہ ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاتے تھے۔ نہ تسکین کا' نہ تقویت کا' چپ چاپ بیٹھے دوسرے کا منہ دیکھتے رہتے۔
س: مصنف اور ان کے دوست ایوب عباسی سے کیا توقع رکھتے تھے؟
ج: مصنف اور ان کے دوست توقع رکھتے تھے کہ انہیں ہاتھ پاؤں ہلانا نہ پڑے اور ایوب سب کام خود ہی کردیں۔
س: ایوب عباسی کے اپنے رشتے داروں کے متعلق کیا تاثرات تھے؟
ج: ایوب عباسی اپنے رشتہ داروں سے کچھ زیادہ راضی نہ تھے۔ یہ رشتہ دار ایوب کی شرافت اور کشادہ دلی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کے درپے رہتے تھے۔ اس کا ایوب کو بہت غم تھا۔
س: مصنف کے خیال میں کامیاب لوگوں کے رشتہ داروں کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟
ج: مصنف نے لکھا ہے کہ لوگ غیروں کو بافراغت دیکھ کر خوش ہوتے ہیں لیکن اپنوں کی خوش حالی سے جلتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ خوش حال رشتہ داروں نے ان کے حصے کی نعمتیں غصب کر رکھی ہیں۔
س: ایوب عباسی نے مصنف کو پتلون پہننے کا مشورہ کیوں دیا؟
ج: ایوب عباسی نے ایک پتلون سلوائی تھی اور اسے پہننا چاہتے تھے لیکن مصنف سے ڈرتے تھے۔ اس لیے مصنف کو پتلون پہننے کا مشورہ دیا تاکہ بعد میں خود بھی پتلون پہن سکیں۔
س: ڈاکٹر عباد نے ایوب عباسی سے کیا کہا؟
ج: ڈاکٹر عباد نے ایوب عباسی سے کہا" نہ ٹھکانے سے کھاتے ہو نہ شریفوں کی طرح رہتے ہو سردی کیوں نہ لگے" پھر اپنا گرم کوٹ ایوب کو اوڑھا دیا۔

س: ایوب عباسی کی موت کے وقت ان کے گھر کے باہر کون لوگ جمع تھے؟

ج: ایوب عباسی کی موت کے وقت ان کے گھر کے باہر یونیورسٹی کے عمائدین' طلبا' بھنگی' بہشتی' چپڑاسی' نائی' دھوبی' بیرے' باورچی' خانساماں' خوانچے والے اوران میں سے بہتوں کے بیوی بچے موجود تھے۔

س: ایوب عباسی کی تدفین کے بعد مولانا ابوبکر نے کیا کہا؟

ج: مولانا ابوبکر نے کہا کہ ''بھائیو! ایوب اپنے پیدا کرنے والے کے ہاں پہنچ گئے۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دینا۔''

س: یونیورسٹی کے معاملات کے حوالے سے ایوب عباسی کا طرزِ عمل کیا تھا؟

ج: ایوب عباسی یونیورسٹی کے معاملات اور اُلجھنوں سے ہمیشہ علیحدہ رہتے اور حتی المقدور اپنے دوستوں کو بھی علیحدہ رکھنا چاہتے تھے۔

س: ایوب عباسی کی موت کے وقت ان کے گھر کے باہر کون لوگ جمع تھے؟

ج: ایوب عباسی کی موت کے وقت ان کے گھر کے باہر یونیورسٹی کے عمائدین' طلبا' بھنگی' بہشتی' چپڑاسی' نائی' دھوبی' بیرے' باورچی' خانساماں' خوانچے والے اوران میں سے بہتوں کے بیوی بچے موجود تھے۔

س: ایوب عباسی کی تدفین کے بعد مولانا ابوبکر نے کیا کہا؟

ج: مولانا ابوبکر نے کہا کہ ''بھائیو! ایوب اپنے پیدا کرنے والے کے ہاں پہنچ گئے۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو معاف کر دینا۔''

س: یونیورسٹی کے معاملات کے حوالے سے ایوب عباسی کا طرزِ عمل کیا تھا؟

ج: ایوب عباسی یونیورسٹی کے معاملات اور اُلجھنوں سے ہمیشہ علیحدہ رہتے اور حتی المقدور اپنے دوستوں کو بھی علیحدہ رکھنا چاہتے تھے۔